

9-6-39ھ

16554

7-765

کراچی میں موجود شخص کوئٹہ میں موجود ایک کاروباری شخص سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئٹہ والا شخص سامان کراچی بھیجے گا جو کراچی والا خرید لے گا لیکن کراچی والا شخص یہ شرط لگاتا ہے کہ اگر میں یہ سامان کراچی میں نہ بیچ سکا تو تمہیں (کوئٹہ والے شخص کو) یہ سامان مجھ سے واپس خریدنا ہوگا۔
یہ شرط لگانا درست ہے یا نہیں؟ اس شرط کے ساتھ کاروبار درست ہے یا نہیں؟

سائل: راجیل، لائڈھی

پتہ: مہر عثمان بن عثمان (مدیر)

فون نمبر: 9345-2726764



(جواب منسلک ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامداً ومصلياً

کونینہ مال و شخص صورت مسئلہ میں خرید و فروخت کے معاملہ میں کراچی والے شخص کا یہ شرط لگانا کہ "اگر مال نہ بیچ سکا تو وہ مال واپس خریدے گا" درست نہیں، کیونکہ یہ شرط فاسد ہے، لہذا ایسی شرط لگانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ اس کے متبادل مندرجہ ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ کوئٹہ والا شخص، کراچی والے شخص کو مال فروخت نہ کرے بلکہ وہ اسے اپنا سامان فروخت کرنے کا وکیل بنائے اور اس کی کوئی اجرت متعین کر دے۔

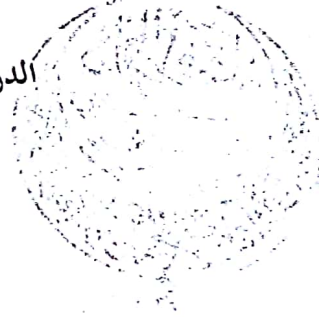
دوسری صورت یہ ہے کہ کراچی والا شخص، کوئٹہ والے شخص سے ابتداء ہی خرید و فروخت کا معاملہ نہ کرے بلکہ خریدنے سے پہلے علیحدہ طور پر یہ معاہدہ کرے کہ وہ کوئٹہ والے شخص سے مال / سامان خریدے گا اور سامان خریدنے کے بعد جو سامان فروخت ہو جائے گا اس کی متعین قیمت ادا کر دے گا اور اگر سامان فروخت نہ ہو تو واپس کر دے گا اور کوئٹہ والا شخص اس پر راضی ہو پھر علیحدہ طور پر خرید و فروخت کا معاملہ کرے اور اس میں یہ شرط نہ لگائے تو ایسا معاملہ کرنا جائز ہے۔ (ماخذہ التبویب ۱۶۰۹ / ۸۱)

کتاب المعاییر (۱ / ۱۵۸):

قد قرر جمهور الفقهاء جواز أخذ الأجر على الوكالة

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) - (۵ / ۸۴)

(قوله ولا بيع بشرط) شروع في الفساد الواقع في العقد بسبب الشرط «لنهيه - صلى الله عليه وسلم - عن بيع وشرط»، لكن ليس كل شرط يفسد البيع نحر. وأشار بقوله بشرط إلى أنه لا بد من كونه مقارناً للعقد؛ لأن الشرط الفاسد لو التحق بعد العقد، قيل يلتحق عند أبي حنيفة، وقيل: لا وهو الأصح كما في جامع الفصولين لكن في الأصل أنه يلتحق عند أبي حنيفة وإن كان الإلحاق بعد الافتراق عن المجلس، وتماه في البحر. قلت: هذه الرواية الأخرى عن أبي حنيفة وقد علمت تصحيح مقابلهما، وهي قولهما ويؤيده ما قدمه المصنف تبعاً للهداية وغيرها، من أنه لو باع مطلقاً عن هذه الآجال ثم أجل الثمن إليها صح فإنه في حكم الشرط الفاسد كما أشرنا إليه هناك ثم ذكر في البحر أنه لو أخرجه مخرج الوعد لم يفسد. وصورته كما في الولوالجية قال اشتر حتى أبني الحوائط اهـ.



جامع الفصولين - محمود بن إسرائيل ابن قاضي سماوه - (١ / ١٤٠)
ولو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء
بالوعد إذ المواعيد قد تكون لازمة فيجعل لازماً لحاجة الناس

البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي - (٨ / ٦)

وإن ذكر البيع بلا شرط ثم شرطه على وجه المواعدة جاز البيع ولزم الوفاء
وقد يلزم الوعد لحاجة الناس فراراً من الربا فبلغ اعتادوا الدين والإجارة وهي لا
تصح في الكروم وبخارى الإجارة الطويلة ولا يكون ذلك في الأشجار فاضطروا
إلى بيعها وفاء وما ضاق على الناس أمر إلا اتسع حكمه وقد نص في غريب
الرواية عن الإمام أن البيع لا يكون تلجئة حتى ينص عليها في العقد وهي
والوفاء واحد

ولو شرطه ثم عقداً مطلقاً إن لم يقرأ بالبناء على الأول فالعقد جائز ولا عبرة
بالسابق كما في التلجئة عند الإمام..... والله سبحانه وتعالى اعلم.

محمد اويس سيالكوتى كان الشك

دارالافتاء جامع دارالعلوم كراچی

٢٢ / ربيع الاول / ١٤٣٠ هـ

٣ / دسمبر / ٢٠١٨ ع

البر الوصي

الجواب صحیح
محمد یعقوب عنینہ
٢٢ / ٣ / ١٤٣٠ هـ

الجواب صحیح

محمد اويس سيالكوتى

دارالافتاء جامع دارالعلوم كراچی

٢٢ / ربيع الاول / ١٤٣٠ هـ

٣ / دسمبر / ٢٠١٨ ع

